بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایماں نواز پیار کے منظر قدم قدم

(دیارِ فرنگ میں اہلِ سنّت کے سنگ)

تحریر : **ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی**

اللہ کریم جلّ شانہٗ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے مبارک ذکر کو بہت رفعت عطا فرمائی ہے، سمتیں اور ساعتیں اس مبارک ذکر سے بھرپور ہیں، یہ بابرکت ذکر کرنے والے بھی برکتیں، رفعتیں اور سعادتیں پا رہے ہیں- میرے پیارے نبی پاک ﷺ کی نسبتوں کا فیضان جس کسی کو جس قدر حاصل ہے وہ اتنا ہی خوش وقت اور خوش بخت ہے- استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت قبلہ مولانا سید حُسین الدین شاہ صاحب سلطان پوری دامت برکاتہم العالیہ اس عہد میں پاکستانی علماء و مشائخ میں مجھے نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں کہ ان کے تلامذہ کی خاصی تعداد دنیا کے کئی ملکوں میں دِینی خدمات بحُسن وخوبی سے انجام دے رہی ہے- راول پنڈی میں ''جامعہ رضویہ ضیاء العلوم'' مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی اہم اور مرکزی درس گاہ ہے- یہاں صوبہ پنجاب، سرحد، آزاد کشمیر کی بڑی آبادی سے طالبانِ علم وابستہ ہیں اور بیرونی ممالک کی مسلم آبادی سے بھی متعدد افراد نے اس ادارے سے علوم و معارف کا فیضان پایا ہے اور وہ سب ہی اپنے اپنے علاقوں، اداروں اور مراکز میں میرے مقدس و مطہر رسولِ کریم ﷺ کے دِین اور ان کے ذکرِ مبارک کی شمعیں فروزاں کیے ہوئے اپنے لئے سعادتوں کا ذخیرہ کر رہے ہیں- جنوبی افریکا میں اس وقت مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی مرکزی درس گاہ ''دارالعلوم پریٹوریا'' کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی بھی راول پنڈی کی اسی درس گاہ اور حضرت قبلہ شاہ صاحب ہی کے فیض یافتہ ہیں-

مفتی صاحب گزشتہ دو برس سے ملاقاتوں اور فون پر گفتگو میں بہت محبت سے محترم مولانا قاری خلیل احمد صاحب حقانی کا تذکرہ مجھ سے کرتے رہے ہیں، یوں کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ ان کی پُر زور سفارش کرتے رہے ہیں- قاری صاحب بھی حضرت شاہ صاحب قبلہ کے تلامذہ میں سے ہیں- 21 اپریل 2002ء کو محترم قاری خلیل حقانی صاحب نے برطانیا سے پہلی مرتبہ مجھے خود فون کِیا اور برمنگھم میں منعقد ہونے والی جولائی 2002ء میں چھٹی سالانہ عالمی سُنّی کانفرنس میں مجھے خصوصی مہمان وخطیب کی حیثیت سے شرکت کی دعوت دی- قاری صاحب مدھم آواز اور دھیمے انداز میں شیریں بیانی کرتے رہے، کچھ موضوعات بھی انہوں نے بتائے کہ ان میں سے کسی ایک موضوع پر مبسوط مقالہ تحریر کر کے انہیں بھجوادوں کیوں کہ وہ کانفرنس کے موقع پر اس کی اشاعت کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں- قاری صاحب سے عرض کی کہ ماہ جولائی کے لئے ہی امریکا والوں کا بھی اصرار ہے لیکن ویزا ہونے کے باوجود ان حالات میں وہاں جانے کو جی نہیں چاہتا اس لئے انکار کر چکا ہوں اور دو روز بعد زِم باب وے اور جنوبی افریکا کے سفر پر روانہ ہو رہا ہوں، وہاں سے واپس آ کر ان شاء اللہ تعالیٰ ویزا کے لئے معلوم کروں گا، اگر برطانیا کے لئے ویزا مل گیا تو برمنگھم میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کر سکوں گا- مفتی اکبر صاحب

ہزاروی نے اتنی مرتبہ آپ کے لئے فرمایا ہے، کہ انکار کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے- قاری صاحب نے فرمایا کہ وہ ساتھیوں کو ابھی یہ خوش خبری سنائیں گے کہ ویزا کی شرط پر کوکب نے دعوت قبول کر لی ہے- قاری صاحب نے کہا کہ کانفرنس کے بعد بھی برطانیا میں مقیم احباب چاہتے ہیں کہ حضرت خطیبِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں تازہ کی جائیں، روزانہ ٹی وی پر دیکھ کر یہاں کے لوگ رُوبرو بھی تمہیں دیکھنا سُننا چاہتے ہیں اس لئے تم مہینا ڈیڑھ مہینا یہاں قیام کرنا- قاری صاحب سے عرض کی کہ دو ہفتے سے زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا- ستمبر میں حضرت والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا 19 واں سالانہ عرس مبارک ہے، مسجد میں تعمیری کام جاری رہے اور ٹی وی کی ریکارڈنگ کا تسلسل بھی زیادہ عرصے غیر حاضر رہنے میں مانع ہے- انہیں کہا کہ وہ موضوعات تحریری صورت میں بھجوادیں تو کسی موضوع کا انتخاب کر کے تحریر انہیں بھجوادوں گا- اس گفتگو کے فوراً بعد مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی کا فون آ گیا- انہوں نے پھر تاکید کی، ان سے کہا کہ دو روز بعد ان سے جنوبی افریکا میں ملاقات ہوگی، وہیں تفصیلی گفتگو ہوگی- زِم باب وے اور جنوبی افریکا کا سفر مکمل کر کے حرمین شریفین حاضری کے بعد واپس کراچی پہنچا تو اگلی صبح سوِٹ زر لینڈ کے ویزے کے لئے سوئس قونصلیٹ گیا تو معلوم ہُوا کہ ان کی قومی تعطیل کا دن ہے- وہاں سے واپس ہونے لگا تو سامنے برطانوی ہائی کمشن کی عمارت تھی اور ویزا درخواستوں کے جمع ہونے کا وقت بھی ختم ہونے والا تھا، بغیر ارادے کے عمارت میں چلا گیا اور فارم بھر کے ویزا آفیسر سے ملاقات چاہی، برطانیا کا دو مرتبہ پہلے سفر کر چکا تھا، ویزا آفیسر نے نہ صرف درخواست جمع کر لی بلکہ اسی روز ویزا بھی جاری کر دیا- اگلے روز اخبار میں پڑھا کہ کراچی میں برطانوی ویزا آفس بند کر دیا گیا ہے- یوں اس ویزا کا حصول بھی خوب رہا- اگلے روز مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی نے سفر سے بخیریت میری واپسی کی بابت جاننے کے لئے فون کیا تو انہیں ویزا ملنے کی خبر بھی سُنائی، وہ یوں خوش ہوئے جیسے خود انہوں نے کوئی کامیابی پالی ہے، اسی خوشی میں انہوں نے برطانیا فون کر کے قاری صاحب کو آگاہ کیا تو قاری صاحب نے بھی اسی وقت فون کر کے اظہارِ مسرت واطمینان کیا کہ اب وہ کانفرنس کے لئے تشہیر کا کام شروع کر سکیں گے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی نام کی اشاعت کے بعد اس شخصیت کی عدم شمولیت کی معذرت چاہنی پڑے- قاری صاحب اور مفتی صاحب سے فون پر رابطہ ہوتا رہا-

ربیع الاول اور ربیع الآخر کے مہینوں میں محافل کی کثرت ہوتی ہے، مجھے ٹی وی کی مسلسل ریکارڈنگ بھی درپیش تھی- اندرونِ ملک بار بار سفر کا بھی مرحلہ تھا، راول پنڈی گیا تو حضرت قبلہ شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی، وہ بھی برطانیا جارہے تھے، حضرت مجھے وہ پلاٹ دکھانے لے گئے جو صرف طالبات کی دِینی تعلیم وتربیت کے لئے انہوں نے حاصل کیا تھا- حضرت نے اس کے نقشے پر مشورت بھی فرمائی- مجھے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اس علاقے میں اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ پلاٹ حاصل کیا، ان شاءاللہ یہ جامعہ بھی حضرت کی نگرانی میں جلد تعمیر ہوگی- اللہ کرے کہ سب احباب کا تعاون انہیں حاصل رہے تاکہ تعمیری مراحل جلد طے ہوسکیں- حضرت شاہ صاحب کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ لندن سے حضرت شاہ صاحب کے تلمیذِ رشید قاری محمد اشرف صاحب سیالوی کا فون آ گیا، وہ وہاں کے پروگرام بتاتے رہے-

کراچی واپس آیا تو مجھے بہت سے کام نمٹانے تھے- نعت رنگ کے کتابی سلسلے کے لئے ممتاز نعت گو شاعر اور خوش الحان نعت خواں جناب سید صبیح الدین رحمانی کو تحریر مکمل کر کے بھیجنی تھی- جامع مسجد گل زارِ حبیب کا تعمیری کام بھی توجہ چاہتا تھا،

دریں اثناء روزانہ کئی محافل کا سلسلہ بھی رہا۔

ہزارہ ڈویژن کے لوگ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمالک صاحب ہزاروی لقمانوی سے بخوبی واقف ہیں، ان کے فرزند اکبر حضرت صاحب زادہ مولانا محمد مصباح المالک صاحب بھی برطانیا میں مقیم ہیں اور وہ بھی حضرت شاہ صاحب کے شاگرد رشید ہیں، انہوں نے تحریری مقالے کے لئے مجھے عنوانات کی مختصر فہرست بذریعہ فیکس بھجوائی ''دہشت گردی اور اسلام'' کے عنوان کا مَیں نے انتخاب کیا اور اپنی تحریر محترم قاری صاحب کو بلا تاخیر بھجوادی۔

سالِ رواں میں تیسری مرتبہ بیرونِ ملک سفر کے لئے 26 جولائی کو روانہ ہُوا، 27 جولائی کی صبح برمنگھم پہنچا۔ ایئرپورٹ پر حضرت مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی بھی موجود تھے۔ جماعت اہلِ سنّت برطانیا کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب زیرک، ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا قاری خلیل احمد صاحب حقانی، محترم مولانا محمد بوستان القادری، حضرت علامہ مفتی محمد گل رحمٰن قادری، صاحب زادہ محمد رفیق چشتی، مولانا نیاز احمد صدیقی، حافظ عبدالرحمٰن سلطانی، مولانا عبدالقیوم چشتی، شہزادہ راشد المالک، مولانا قاری نور ہاشم اور متعدد علماء و احباب نے والہانہ استقبال فرمایا۔ مجھے جماعتِ اہلِ سنّت کے مرکزی دفتر لے جایا گیا۔

مولانا قاری خلیل احمد صاحب حقانی اپنی مرسڈیز کار خود ڈرائیو کر رہے تھے۔ میری ان سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ باقی احباب جب کاروں میں سوار ہوئے تو ایک جلوس سا ہو گیا۔ ایئرپورٹ سے جماعت کے دفتر تک بہت زیادہ مسافت نہیں تھی۔ قاری صاحب اور احباب سے مل کر کسی اجنبیت کا گمان نہیں ہُوا۔

برمنگھم کو برطانیا کا دل اور (مِڈ لینڈ) وسطی شہر کہا جاتا ہے۔ لندن کے بعد یہ دوسرا بڑا شہر ہے۔ پاکستانیوں کی بڑی تعداد یہاں مقیم ہے۔ اسمال ہیتھ کے علاقے چارلس روڈ کے کنارے رحمانیہ مسجد سے ملحق جماعتِ اہلِ سنّت (برطانیا) کا مرکزی دفتر ہے۔ رحمانیہ مسجد، دو مکانوں کے عقبی باغیچوں کے رقبے پر بنائی گئی ہے۔ اس کے بانی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راول پنڈی کے ممتاز اور مشہور استاد حضرت علامہ مفتی محمد گل رحمٰن قادری ہیں۔ جامعہ کے طلباء انہیں پٹھان استاد کہا کرتے تھے۔ برطانیا میں حضرت مفتی صاحب ''مفتی اعظم اہلِ سنّت'' کا رتبہ رکھتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے برطانیا میں مسلکِ حق کے لئے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ وہاں کی متعدد تنظیمیں اور ادارے انہی کی بدولت نشو و نما پا کر متعارف ہوئے۔ مفتی صاحب نہایت سادہ، بہت متواضع اور دریا دل شخصیت ہیں۔ حضرت مفتی صاحب اور ان کی اولاد برمنگھم ہی میں عرصے سے آباد ہے۔ مجھے مفتی صاحب ہی کا مہمان بنایا گیا۔ جماعتِ اہلِ سنّت کا مرکز ہونے کی وجہ سے وہاں خوب رونق تھی۔ برمنگھم میں رحمانیہ مسجد ہی میں دعوتِ اسلامی کا ہفتہ واری اجتماع ہوتا ہے۔ اسلامی بھائی ہر ہفتے عصر تا مغرب وہاں جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ دوست کراچی میں مجھے مل چکے تھے، وہ مجھے وہاں دیکھ کر خوش ہوئے۔ جماعتِ اہلِ سنّت کے لئے جو کتابیں اور کیسٹیں وغیرہ لے گیا تھا وہ محترم قاری صاحب کو پیش کیں۔ کچھ دیر احباب سے تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ قاری صاحب اور مفتی صاحب نے فرمایا کچھ دیر آرام کر لو۔ ظہر کی ادائی کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ اس خیال سے بھی کہ ان سب احباب کو کانفرنس کے انتظامات دیکھنے ہیں، مجھے دخل در معقولات سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ رحمانیہ مسجد سے متصل محترم مولانا صاحب زادہ محبوب

الرحمٰن قادری کی رہائش گاہ ہے- یہ حضرت قبلہ مفتی گل رحمٰن صاحب کے فرزندِ اکبر ہیں-نہایت مخلص اور دوست شخصیت ہیں- دراز قد، تنومند اور مستعد نوجوان ہیں- مزاج صوفیانہ ہے مگر ابھی کچھ مرحلے ہیں درمیاں میں ......ان کی بیٹھک ہی کو جماعتِ اہلِ سنّت کا اصل دفتر کہنا چاہیئے- جماعت کے رکن تو نہیں لیکن جماعتِ اہلِ سنّت کے لئے بہت جذبے رکھتے ہیں اور بہت خدمات انجام دے چکے ہیں-ان کی بیٹھک میں مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی کے علاوہ جناب حافظ سعید احمد مکی تشریف فرما تھے - برمنگھم میں ''حافظ سعید'' کا نام (تقریباً) سبھی جانتے ہیں- یہ خوش الحان نوجوان حافظِ قرآن ہیں اور دِینی معلومات بھی خاصی رکھتے ہیں- حضرت مولانا غلام رسول صاحب آف چک سواری کے اس فرزندِ اکبر کے مزاج میں کچھ شدّت اور جذباتیت بھی ہے لیکن بہت باصلاحیت نوجوان ہیں، برطانیا آئے ہوئے اور وہاں مقیم علماء ومشائخ، سیاست کار، عمائدینِ حکومت وغیرہ سب ہی سے ان کا ملنا، ملک اور دِین وملّت کے لئے خیر خواہی کے جذبے سے الجھنا رہتا ہے- اصولوں پر مفاہمت یا مصالحت کا نہیں بے باکی اور جرأت کا حوصلہ رکھتے ہیں- وہ کچھ تلخ وترش باتیں کرتے رہے، اتنے میں جناب عباس ملک تشریف لے آئے-ان کا کہنا تھا کہ برسوں پہلے وہ کراچی میں میرے ساتھ محافلِ میلاد اور جلسوں میں شرکت کرتے رہے ہیں-عباس ملک صاحب جنگ لندن سے وابستہ ہیں- وہ دِینی محافل میں شرکت کرتے ہیں اور نعت وسلام شوق سے پڑھتے ہیں-

اگلی صبح جماعتِ اہلِ سنّت کے ارکان اور کارکن کانفرنس میں اپنی کارکردگی کے مظاہرے کے لئے مشغول ہوگئے- مجھے بتادیا گیا تھا کہ تم منتظر رہنا، تمہیں چار بجے سہ پہر کے قریب بلایا جائے گا- صاحب زادہ محبوب الرحمٰن نے ایک موبائل فون مجھے دے دیا تھا کہ یہ میرے قیام میں میرے پاس رہے گا- حضرت قبلہ مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب تشریف لے آئے تھے-ان کے ساتھ مولانا حافظ محمد صدیق چشتی اور جناب قاری محمد اشرف سیالوی بھی تھے- قاری صاحب قرآنِ کریم کی تدریس کرتے ہیں اور نعت خوانی کے حوالے سے متعدد ممالک میں جانی پہچانی شخصیت ہیں- حضرت شاہ صاحب قبلہ کے تلامذہ کی خاصی تعداد برطانیا میں بھی ہے- ان کے گرد ہجوم جمع تھا-مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب نے مجھے فرمایا کہ کانفرنس کی تقریر میں تم نے دل فتح کرنے ہیں، ترنم کا مظاہرہ بھی خوب کرنا ہے- کانفرنسوں میں عام جلسوں سے مختلف تقریریں ہُوا کرتی ہیں اور مَیں بھی چاہتا تھا کہ کچھ پیغام دوں لیکن فرمائشوں اور تقاضوں کی یلغار آخری لمحے تک جاری رہی- منتظمین نے مہمانوں اور مقررین کے لئے الگ راستہ رکھا تھا، گزشتہ برسوں میں تجربوں اور آزمائشوں نے انہیں بہت کچھ سکھادیا تھا- چار بجے ہم گھم کول مسجد پہنچے-مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی احباب کے ساتھ وہاں سے مجھے لانے کے لئے روانہ ہورہے تھے-مَیں نے دیکھا کہ متعدد نوجوان بہت خوش اسلوبی سے خدمات انجام دے رہے تھے- کار پارکنگ کے لئے اور ہر جگہ رہ نمائی کرنے والے متعین تھے- جماعتِ اہلِ سنّت کے نائب امیر مولانا حافظ محمد فاروق چشتی ملے، وہ بغل گیر ہوتے ہوئے فرمانے لگے ہم چشتی ہیں تقریر میں کچھ ہمارا بھی رنگ رہے- جناب طاہر نعیم ملے وہ برطانیا میں محافلِ نعت منعقد کرتے ہیں، یہ پاکستان کے میاں محمود صاحب کے بھائی ہیں-مولانا حافظ محمد فاروق صاحب عمرہ وزیارت اور حج کے لئے گروپ تیار کرنے اور انتظامات کے حوالے سے وہاں خوب جانے پہچانے ہیں-

مسجد کے محراب کی سمت سے مسجد میں داخلے کا بھی ایک راستہ ہے-مسجد کی سطح زمین سے بلند ہے-لوہے کا زینہ طے کر کے مسجد میں پہنچے، حضرت مولانا سید عرفان شاہ مشہدی خطاب فرما رہے تھے-لوگوں نے مجھے دیکھا تو نعرے گونج اٹھے- سیکڑوں کی تعداد میں عمائدین موجود تھے اور مسجد ہجوم سے پُر تھی- بالائی منزل پر خواتین کے لئے باپردہ نشست کا اہتمام تھا- چورہ شریف کے سجّادہ نشین حضرت پیر سید شبیر علی شاہ صاحب سیاہ چکن کے عمدہ جامے میں ملبوس تشریف فرما تھے- وہ جماعتِ اہلِ سنّت برطانیا کے سرپرست ہیں- پاکستان کے متعدد علماء و مشائخ کو وہاں یک جا دیکھا-محراب کی جانب صرف چند ہستیاں تھیں جب کہ اکابر علماء و مشائخ سامعین کی اولین نشستوں میں تشریف فرما تھے اور کسی کا نمایاں بیٹھنے کا مطالبہ نہیں تھا- صاحب زادہ میاں جلیل احمد شرق پوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور الوری، شیخ الحدیث مولانا محمد اشفاق رضوی، مولانا سعید احمد بندیالوی، حضرت پیر سید معروف حسین شاہ صاحب نوشاہی، پیر مختار حسین شاہ، الحاج صوفی محمد ریاض قادری، پیرزادہ امداد احمد صاحب، حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب، جناب سید لختِ حسنین شاہ اور دیگر علماء کرام نمایاں تھے- الحاج صوفی محمد عبداللہ صاحب نے برمنگھم میں یہ مسجد بڑی محنت اور محبت سے تعمیر کی ہے اور اس وقت یہ برطانیا میں سب سے بڑی مسجد ہے- مفتی محمد اکبر صاحب زیرک نے مجھے بتایا کہ صوفی صاحب نے ہر شہر کے کونسل آفس سے مسلمانوں کی آبادی کی فہرست حاصل کر کے ہر ایک سے رابطہ کیا اور یوں ایک مدت مسلسل محنت کے بعد تقریباً چار ملین (چالیس لاکھ) اسٹرلنگ پونڈ کے خرچ سے یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے- حافظ سعید صاحب نے بتایا کہ اس کے گنبد کے اندر لگے خوش نما فانوس کے لئے ایک دوست نے اپنی کار فروخت کر کے ساری رقم مہیا کر دی-مسجد کے اندر سنگِ مرمر لگایا گیا ہے جب کہ بیرونی دیواریں سرخ اینٹوں کی ہیں- برطانیا میں سیاہ و سرخ اینٹیں ہی عمارتوں میں زیادہ تر استعمال ہوتی ہیں اور ان میں سیاہ اینٹ بہت مضبوط شمار ہوتی ہے-انہی اینٹوں کی چنائی میں مسجد کی بیرونی دیوار پر کلمہ طیبہ لکھا گیا ہے جو دور سے بھی واضح نظر آتا ہے-مسجد کے اندر بھی آیاتِ قرآنی کی خطّاطی ہے-کانفرنس میں کچھ دیر کے بعد بھارت کے ممتاز خطیب حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی تشریف لے آئے اور ان کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب تشریف لائے- اس درمیان خانقاہ عیدگاہ راول پنڈی کے سجّادہ نشین محترم پیر نقیب الرحمٰن صاحب مسجد کے مرکزی دروازے سے کانفرنس میں تشریف لائے- کانفرنس میں منتظمین ہر خطیب کے لئے تقریر کا دورانیہ مقرر کرتے ہیں تاکہ تمام مہمانوں کو موقع دیا جا سکے لیکن ہر کانفرنس میں یہی دیکھا گیا کہ کچھ مہمان اس دورانیے کے تعین کو کسی خاطر میں نہیں لاتے اور یوں ترتیب برقرار نہیں رہتی- مجھے بار بار یاد دہانی کروائی گئی تھی کہ ٹھیک پانچ بجے تمہاری تقریر شروع ہو گی اور تم نے ایک گھنٹا خطاب کرنا ہے کیوں کہ تمہیں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا ہے- میرے پیش رو خطیب نے اپنی تقریر کا دورانیہ دُگنا کر دیا تھا، منتظمین خاصے مضطرب تھے- بارہ بجے دوپہر سے کانفرنس شروع ہوئی تھی اور آٹھ بجے اس کا اختتام ہونا تھا- پانچ بجے سے خصوصی خطابات کا وقت رکھا گیا تھا- پیرزادہ سردار احمد صاحب نے نظامت میں خطابت بھی فرمائی، وہ قانون داں بھی ہیں، انگریزی اور اُردو میں انہوں نے کانفرنس کا پیغام بھی پہنچایا اور خصوصی مہمانوں کا تعارف بھی کروایا- میرے والد محترم علیہ الرحمہ کو انہوں نے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے میرا تعارف بھی کروایا- ان کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی- مولانا ہاشمی

میاں اور حضرت شاہ صاحب کی اس روز پہلی ملاقات ہوئی تھی - ہاشمی میاں نے حضرت شاہ صاحب کی دست بوسی کی - حضرت شاہ صاحب کے میرے والدِ گرامی سے 1965ء سے دوستانہ مراسم رہے - پہلی پاک بھارت جنگ کے موقع پر حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں علمائے اہلِ سنّت کے وفد نے مجاہدین میں جہاد کی اہمیت وفضیلت اجاگر کرنے اور متاثرین میں امدادی سامان تقسیم کرنے کے لئے سرحدوں کا دورہ کیا تو راول پنڈی میں بھی قیام کیا - حضرت شاہ صاحب کا میرے ابّا جان قبلہ سے اس وقت پہلی مرتبہ ملنا ہُوا - شاہ صاحب قبلہ اس وفد کو جامعہ رضویہ لائے -

کانفرنس میں شریک بیش تر علماء بلا واسطہ یا بالواسطہ حضرت شاہ صاحب سے وابستہ تھے - حضرت شاہ صاحب کی یہ خصوصیت بہت خوب ہے کہ وہ مختصر خطاب کرتے ہیں اور ہر خطاب منفرد کرتے ہیں - اس روز انہوں نے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے فتاوٰی رضویہ کے خطبے کی خصوصیات بیان کیں اور اہلِ سنّت کو بتایا کہ رسولِ کریم ﷺ کی مدح کرنے کا انداز کیا ہونا چاہیئے - حضرت شاہ صاحب نے میرے ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے از راہِ شفقت کچھ توصیفی کلمات مجھ نالائق کے لئے فرمائے - حضرت کے خطاب کو اہلِ علم اور عوام نے بہت پسند کیا -

حضرت شاہ صاحب کے بعد مولانا قاری خلیل احمد صاحب حقانی کے فرزند مولانا نوید احمد حقانی نے انگریزی میں مختصر خطاب کیا - مولانا نوید احمد صاحب دارالعلوم پریٹوریا میں حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب کے پاس نصابی تعلیم مکمل کر رہے ہیں - انہیں بھی اپنے خطاب کو مختصر کرنا پڑا - حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب رضوی کو وقت نہ دیا جا سکا - حضرت پیر سید معروف حسین شاہ نوشاہی نے تین منٹ کا نہایت مختصر خطاب فرمایا - محترم قاری محمد اشرف صاحب سیالوی نے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کے کلام سے تین اشعار پیش کیے - ان کے بعد مجھے دعوتِ خطاب دی گئی - میرے کانوں میں ترنم اور تبسم کے تقاضے دہرائے گئے - وقت کی قلت کے پیشِ نظر مَیں نے نصف گھنٹے میں فرمائشوں کی تکمیل کی، اللّٰہ کا شکر کہ خوب پذیرائی ملی اور علماء وعوام نے بہت سراہا - متعدد آوازیں آئیں کہ حضرت خطیبِ اعظم کی یاد تازہ ہوگئی - مولانا محمد بوستان القادری کو برطانیا میں ''بابائے اہلِ سنّت'' کہوں تو بے جا نہ ہوگا - وہ ان پاکستانیوں میں نمایاں ہیں جو نصف صدی قبل برطانیا جا بسے تھے - مولانا کی متعدد خوبیوں میں سے ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ کشمیر کے حوالے سے مسلسل سرگرمِ عمل رہتے ہیں اور دوسری خوبی یہ کہ وہ گزشتہ تیس برس سے اخباری تراشوں اور کاگزاریوں کی تفصیل محفوظ رکھے ہوئے ہیں - وہ مسلمانوں کے نمائندوں میں وہاں کی حکومت میں سرکاری سطح پر بھی شمار کیے جاتے ہیں - جماعتِ اہلِ سنّت نے انہیں اس کانفرنس میں ان کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی خدمات کے اعتراف میں ''امام احمد رضا ایوارڈ'' دیا -

میرے خطاب کے بعد کانفرنس سے حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی نے خطاب فرمایا، وہاں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ ہاشمی میاں صاحب کا خطاب صرف سُنا ہی نہیں بلکہ دیکھا بھی جاتا ہے - وہ ہر سال وہاں کئی ماہ قیام فرماتے ہیں اور وہاں خاصے مقبول ہیں - آخری خطاب جماعتِ اہلِ سنّت کے سرپرست حضرت پیر سید شبیر علی صاحب شاہ صاحب چوراہی نے فرمایا - ان کے خطاب کے بعد نمازِ عصر ادا کی گئی اور پھر عباس ملک صاحب نے صلوۃ وسلام پڑھا اور دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی -

جماعتِ اہلِ سنّت کے زیر اہتمام یہ چھٹی سالانہ کانفرنس تھی جو گزشتہ برسوں سے زیادہ کام یاب بتائی گئی، 197 کا شمار صرف علماء ومشائخ اور ائمہ وقراء کا تھا، سامعین حضرات وخواتین کا شمار ہزاروں میں تھا، مسجد کے باہر کتابوں کیسٹوں اور اسٹیکرز وغیرہ کے اسٹالز تھے۔

صلوۃ وسلام کے بعد ان لوگوں کی بڑی تعداد نے مجھے گھیر لیا جو ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ سے اپنی وابستگی کا بڑے فخر سے اظہار کرتے ہوئے مجھے مل رہے تھے۔ ابّا جان قبلہ کے سامعین وناظرین میں ان کے لئے محبتیں بے پناہ ہیں۔ برمنگھم میں گوجر خان کے راجا اشتیاق صاحب جانی پہچانی شخصیت ہیں، لیڈی پول روڈ پر راجا برادرز کی گراسری شاپس ہیں، وہ سیاسی حلقوں میں بھی رہے ہیں۔ وہ فرما رہے تھے کہ ایک جمعہ کے خطاب اور ایک شام کی نشست کے لئے انہیں ضرور وقت دوں۔ عرض کی کہ وہ جماعتِ اہلِ سنّت کے ارکان سے رابطہ کرلیں کیوں کہ مجھے نہیں معلوم وہ پہلے سے کتنے وعدے کر چکے ہیں۔ میرے سامنے محترم سید لخت حسنین شاہ صاحب باہیں پھیلائے کھڑے تھے، مَیں بھی ان سے ملنے کا منتظر تھا۔ ''مسلم ہینڈز'' کے نام سے وہ برطانیا کے شہر نوٹنگھم میں ایک رفاہی ادارہ قائم کیے ہوئے ہیں جس کا کام دنیا کے 34 ملکوں میں پھیل چکا ہے۔ وہ نادار لوگوں اور آفتوں کے متاثرین کی امداد کے حوالے سے نمایاں خدمات انجام دینے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ ان سے عرض کی کہ مجھے چند لمحے ضرور دیں تاکہ ضروری معلومات ان سے حاصل کرسکوں۔ دو برس سے ان سے فون پر رابطہ تھا۔ آج وہ رُوبرو تھے۔ کراچی کے پیر سید مختار حسین شاہ صاحب، خانے وال کے الحاج صوفی محمد ریاض قادری سے بھی مل کر خوشی ہوئی۔

برطانیا میں پاکستان کے تارکینِ وطن باشندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، ان کے لئے اُردو ٹی وی کے چینلز شروع ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہُوا لیکن اُردو کے اخبارات کی اشاعت وہاں تین دہائیاں قبل شروع ہوگئی تھی۔ روزنامہ جنگ تو اُردو انگریزی میں روزانہ شائع ہوتا ہے، نوائے وقت ہفت روزہ ہے۔ دو اخبار کشمیر کے حوالے سے ہیں اور ان کے علاوہ روزنامہ اوصاف اور بھی کچھ روزنامے اور ماہ نامے ہیں۔

تین دن تک کانفرنس کی خبریں نمایاں شائع ہوتی رہیں اور لوگوں میں کانفرنس کی باتیں ہی موضوع رہیں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ دو دن برمنگھم رہے۔ ان کے تلامذہ، مریدین اور وابستگان انہیں گھیرے رہے۔ ایک دوپہر حضرت مولانا غلام رسول صاحب آف چک سواری مجھے ملنے آئے۔

جماعت کے ارکان نے دفتر میں ایک شام کھانا اکھٹے کھایا اور کانفرنس کے ساتھ ساتھ دیگر امور پر بھی تبادلۂ خیال کیا۔ مڑاڑیاں شریف کے محترم پیر محمد افضل صاحب قادری کی طرف سے مخدومۂ کائنات ام النبی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللّٰہ عنہا کی قبر شریف کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کا سلسلہ برطانیا میں بھی جاری ہے، ان کے نمائندے مولانا سلطانی بھی اس شام موجود تھے۔ انہوں نے نوٹنگم میں منعقد ہونے والی سیدہ آمنہ کانفرنس میں شرکت کے لئے کہا۔ گھمکول مسجد میں 24-25 اگست کو دربارِ عالیہ گھمکول شریف کے حضرت زندہ پیر علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس کا پروگرام تھا۔ الحاج صوفی محمد عبداللّٰہ صاحب کا پیغام مولانا نیاز احمد صدیقی لائے کہ وہ عرس کی دو روزہ نشست میں میرا خطاب چاہتے ہیں، ان سے عرض کی کہ مَیں اتنا عرصہ یہاں قیام نہیں کرسکوں گا، ان کا اصرار بڑھا تو حضرت مفتی گل رحمٰن صاحب، مفتی محمد اکبر زیرک صاحب اور قاری خلیل

صاحب نے سفارش کی-حل یہ تجویز ہُوا کہ مَیں اپنے پروگرام کے مطابق لندن سے عمرہ وزیارت کے سفر پر جاؤں اور وہاں سے صرف تین دن کے لئے پھر برطانیا آجاؤں، اصرار میں اتنی شدت تھی کہ اقرار کرنا پڑا-

جماعتِ اہلِ سنّت کے ارکان اپنے ارادے کے مطابق کوئی مجلّہ شائع نہ کرسکے، وہاں انہیں طباعت کی آسانی سہولت نہیں تھی، مجھے کہا گیا کہ تمہارا مضمون کتابی شکل میں ہم جلد اور ضرور شائع کریں گے-جماعت کے ارکان کے ساتھ میری دو تین تفصیلی نشستیں ہوئیں انہیں متعدد تجاویز پیش کیں اور جماعت کو مزید فعال بنانے کے لئے مشورت ہوئی-حضرت مفتی گل رحمٰن صاحب کا فرمانا تھا کہ تم یہیں رہو، پاکستان میں اور بہت علماء ہیں،ہمیں یہاں تمہاری ضرورت ہے-

اگلے روز حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، صاحب زادہ محمد مصباح المالک لقمانوی اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن کے ہمراہ ڈیوز بری اور بریڈفورڈ کے سفر پر روانہ ہوئے-لیسٹر سے محترم قاری حفیظ الرحمٰن چشتی ہمارے ہمراہ روانہ ہوگئے-وہ بہت خوش مزاج اور دل چسپ شخصیت ہیں، تمام راستے ان کی پُر لطف گفتگو سے ہم محظوظ ہوتے رہے-وہ ڈیوز بری کو دیوث بری کہتے ہیں-محترم مولانا قاری نور ہاشم صاحب اس علاقے میں خدمات انجام دے رہے ہیں،مولانا قاری نور ہاشم صاحب اور مولانا قاری حفیظ الرحمٰن چشتی بھی حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے اپنی مسجد میں بڑی محبت سے پذیرائی فرمائی اور اپنے ہاں پُر تکلف کھانا کھلایا، ہم وہاں سے بریڈفورڈ کے لئے روانہ ہوئے-

ایک مدت سے حضرت پیر سید معروف حسین شاہ نوشاہی کا نام سُن رکھا تھا، کانفرنس میں ان کا پہلی مرتبہ دیدار ہُوا تھا- شریف التواریخ جیسی کتاب انہی کے عم زاد کی یادگار ہے-برطانیا میں پاکستان سے جانے والے مشائخ میں وہ پہلی شخصیت ہیں -ہمیں بریڈفورڈ پہنچتے نصف شب ہوگئی-تمام راستے بارش جاری رہی-برطانیا میں انگریزی کے حرف ’’W‘‘ سے شروع ہونے والے الفاظ کے بارے میں خاصے مقولے مشہور ہیں-وَے در، وومن، ورک، وغیرہ کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا کوئی اعتبار نہیں کہ کب ان کے تیور بدل جائیں اور مشاہدہ اس کی تائید کرتا ہے-پیر صاحب کو اطلاع کردی گئی تھی وہ ہمارے منتظر تھے-انہوں نے مولانا محمد مصباح المالک اور قاری حفیظ الرحمٰن کو کانفرنس کی کام یابی پر مبارک باد دی اور کچھ دیر ان سے کانفرنس کے حوالے سے گفتگو کی-روئے سخن میری جانب کر کے فرمایا’’کہ تمہیں کانفرنس میں انگریزی میں خطاب کرنا چاہیئے تھا،مَیں تمہارے بارے میں سُن چکا ہوں کہ تم بڑی روانی اور فصیح اللسانی سے انگریزی میں تقریر کرلیتے ہو‘‘-عرض کی کہ فرمائشی تقریر تھی اور اُردو ہی میں بولنے کو کہا گیا تھا-حضرت پیر صاحب نے عقدِ ثانی فرمایا ہے، ان کے کم سن بچے بھی جاگ رہے تھے وہ بھی نشست گاہ میں آگئے-حضرت پیر صاحب سے مَیں نے برطانیا میں ان کی خدمات کے حوالے سے کچھ جاننا چاہا-انہوں نے بتایا کہ جب وہ برطانیا آئے تھے اس وقت علماء ومشائخ اہلِ سنّت میں سے یہاں اور کوئی نہیں آیا تھا، سب سے پہلے انہوں نے حضرت مولانا محمد عارف اللّٰہ شاہ قادری کو یہاں مدعو کر کے پورے برطانیا میں دَورہ کروایا، ان کے خطابات ہوئے، مساجد قائم کیں-وہ فرما رہے تھے کہ وہ میرے ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ کو مدعو کرنا چاہتے تھے لیکن کام یاب نہیں ہوسکے-ورلڈ اسلامک مشن کے حوالے سے اپنی خدمات کے بارے میں انہوں نے مختصراً بتایا، کتنی مساجد انہوں نے بدعقیدہ لوگوں سے واپس لیں ان کا تذکرہ کیا-مجھ سے انہوں نے میرے بارے میں استفسار فرمایا، کچھ کارکردگی انہیں بتائی تو وہ بہت متاثر اور خوش ہوئے-

پیر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں اسلامی کتب جمع کر رکھی ہیں، کمرے ان سے بھرے ہوئے ہیں - ان سے عرض کی کہ مجھے پتا ہوتا تو دن میں آتا اور کتابیں دیکھتا - یہ رائے پیش کی کہ وہ ان کتب کا یہاں دارالمطالعہ قائم کر دیں تا کہ اسلامی کتب کی اہلِ سنّت کی طرف سے مرکزی لائبریری سے سبھی استفادہ کر سکیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کتب ضائع ہو جائیں -

جماعتِ اہلِ سنّت سے یہ طے پایا تھا کہ صرف کھانے کی دعوت کسی کی میرے لئے قبول نہ کی جائے البتہ صحیح العقیدہ افراد پروگرام چاہیں تو انہیں وقت دیا جائے - دو ہفتے کا مختصر وقت تھا جب کہ تقاریر کے لئے وقت چاہنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی - وہاں جمعہ کے علاوہ ہفتہ اور اتوار کے دن پروگرام ہوتے ہیں، باقی دنوں میں اجتماعات نہیں ہوتے لیکن مجھے کسی دن بھی فراغت نہیں ملی - محترم صاحب زادہ محبوب الرحمٰن نے یونی ورسٹی کے طلبہ و طالبات سے بھی فکری نشست کا اہتمام کیا حالاں کہ ان دنوں وہاں تعلیمی اداروں میں تعطیلات تھیں - برمنگھم یونی ورسٹی میں بائیس ہزار طلبہ و طالبات مختلف علوم وفنون کی تحصیل میں مشغول ہیں اور اس یونی ورسٹی کی لائبریری میں ڈھائی ملین (پچیس لاکھ) کتب محفوظ ہیں - حافظ سعید صاحب کے ساتھ میں مَیں یونی ورسٹی کی لائبریری میں گیا - صاحب زادہ محبوب الرحمٰن کی چھوٹی ہمشیرہ پی ایچ ڈی کر رہی ہیں - ان سے خواتین میں دِینی تعلیمات پہنچانے کے حوالے سے مفید گفتگو ہوئی - طلبہ و طالبات کا کہنا تھا کہ زیادہ تر مذہبی اجتماعات مساجد میں ہوتے ہیں اور تمام خواتین کو مساجد جانے کی سہولت نہیں ہوتی - علاوہ ازیں نوجوانوں اور بچوں کی خاصی تعداد بھی جمعہ کے سِوا مساجد نہیں جاتی اور بیش تر علماء انگریزی میں گفتگو نہیں کر پاتے، اس لئے نئی نسل کو دِینی و مسلکی تعلیمات پوری طرح نہیں پہنچ رہی ہیں - علاوہ ازیں یہاں انگریزی میں سُنّی لٹریچر بھی بہت ہی کم ہے اور یہاں آسان زبان کو اہمیت دی جاتی ہے جب کہ کچھ لٹریچر جو میسر ہے وہ ادق زبان میں ہے - ان کا کہنا تھا کہ اپنا مسلک سمجھانے اور واضح کرنے کا بھی تقاریر میں اہتمام نہیں، مخالفین کا رد کرتے ہوئے اپنے مسلک کی حقانیت کو آسان لفظوں میں سمجھایا جائے اور تقابل ادیان، روزمرہ کے اہم مسائل اور عالمی مباحث کو بھی دِین کی روشنی میں علمائے اہلِ سنّت بیان کریں - ان کا کہنا تھا کہ تم پہلے شخص ہو جس نے ہم سے یہ گفتگو کی ہے اور ہمیں اہمیت دی ہے - حافظ سعید احمد صاحب نے بتایا کہ مجلس علمی کے نام سے مولانا طارق کمال کے ساتھ ہم نے نشستوں کا سلسلہ شروع کیا تھا، اتنی کام یابی ہوئی کہ سات انگریز نوجوان مسلمان ہوئے لیکن ہم یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے - مَیں نے ان طلبہ و طالبات کو ضروری لٹریچر فراہم کرنے اور ان سے معاونت کا وعدہ کیا اور انہیں بھی کہا کہ وہ رابطہ رکھیں، الیکٹرانک میڈیا نے رابطے آسان کر دیئے ہیں - حافظ سعید احمد اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن کو تاکید کی وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر پھر مستعد ہوں -

ایک شب مولانا محمد بوستان القادری کے ہاں گیا، ان کے پاس چودہ ضخیم رجسٹر جمع ہو چکے ہیں جن میں انہوں نے اخباری تراشوں کا ریکارڈ رکھا ہے - 1981ء میں قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے وصال پر میرا ایک مضمون روزنامہ جنگ میں شائع ہُوا تھا اسے جنگ لندن نے بھی شائع کیا، مولانا نے وہ بھی دکھایا - میرے والدِ گرامی کے وصال پر برطانیا میں تعزیتی خبریں بھی ان کے ریکارڈ میں محفوظ تھیں - مَیں نے ان کی خدمات کو سراہا اور اس

ریکارڈ کو بہت اہم اور مفید بتایا- وہ فرمانے لگے کہ علامہ ارشد القادری کے بعد تم دوسرے شخص ہو جس نے اس کارکردگی کو سراہا ہے- مولانا کو چند تجاویز پیش کیں اور کہا کہ وہ اپنی یادداشتوں کو بھی تحریر کریں یوں ایک تاریخ مرتب ہو جائے گی- مولانا سے بہت سے امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا-

پنجاب کے مشہور رُوحانی پیشوا حضرت سلطان باہو رحمۃ اللّٰہ علیہ کی یاد میں محترم صاحب زادہ سلطان فیاض الحسن اور ان کے برادر محترم سلطان نیاز الحسن نے برمنگھم ہی میں سلطان باہو ٹرسٹ کے نام سے ادارہ قائم کر کے ایک وسیع عمارت حاصل کی ہے- ایک شام مغرب کی نماز کے بعد وہاں گیا- مسجد اور لائبریری دیکھی- وہاں ایک نوجوان ملے اور انہوں نے کتابی سلسلہ نعت رنگ کا خود کو نمائندہ بتایا اور محترم سید صبیح الدین رحمانی کے حوالے سے اپنا تعارف کروایا-

سلطان باہو ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک ماہ نامہ شائع ہوتا ہے- وہاں موجود نگراں نے اس کے دو شمارے عطا کیے، ان سے اس ادارے کا تعارف نامہ بھی حاصل کیا- سلطان فیاض الحسن صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے وہ عالمی سُنّی کانفرنس میں بھی شریک نہیں ہو سکے تھے- ان سے ملاقات نہ ہو سکی-

اس سفر میں پہلا جمعہ مَیں نے ایل فورڈ میں ادا کیا، یہ لندن سے متصل علاقہ ہے- مولانا مصباح المالک اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن میرے ساتھ تھے- یہاں ہم جمعہ کے وقت ہی پہنچے- مسجد کی عمارت عمدہ ہے- مسجد کمیٹی کے افراد نے والہانہ خیر مقدم کیا، مختصر خطاب کو بہت پسند کیا گیا- یہاں کے لوگوں نے ٹی وی کے میرے بیش تر پروگرام دیکھے ہوئے تھے، وہ اپنی پسندیدگی اور عقیدت کا اظہار کرتے رہے- نماز کے بعد کچھ عرب باشندے بھی ملے، مسجد کمیٹی کے ایک رکن نے ایک طعام گاہ میں کھانے کا اہتمام کیا تھا- وہاں سے ہم وَٹ فورڈ آئے-

حضرت مولانا محمد منیر الزماں صاحب نے برطانیا کے شہر راچ ڈیل میں مرکز قائم کیا ہے، وہ کچھ برس اوکاڑا شہر میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں- صاحب زادہ محبوب الرحمٰن اور صاحب زادہ مصباح المالک صاحب کے ساتھ ایک شام راچ ڈیل پہنچے- عصر تا مغرب ان کی مسجد میں خطاب کا پروگرام تھا- خانے وال کے محترم الحاج صوفی محمد ریاض قادری بھی وہاں تشریف رکھتے تھے- حضرت مولانا کے فرزند نسبتی (داماد) مولانا اعظم چشتی صاحب برمنگھم میں ملنے آئے تھے- ورکنگ ڈے ہونے کے باوجود مسجد ہجوم سے پُر تھی- حضرت مولانا منیر الزمان صاحب اور مولانا اعظم چشتی نے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کو والہانہ خراجِ عقیدت پیش کیا- خطاب کے بعد مختصر نشست انگریزی میں سوال و جواب کی ہوئی- مولانا اعظم چشتی نے مسجد کے نیچے ایک دکان اسلامی کتب اور کیسٹوں کی قائم کی ہوئی ہے- مجھے وہاں بدعقیدہ افراد کی کچھ کتابیں بھی نظر آئیں- مولانا اعظم چشتی صاحب نے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی کتاب ''نماز مترجم'' وہاں خود اپنے ادارے کی طرف سے طبع کروائی ہوئی مجھے دکھائی- ان سے عرض کی کہ اصل کتاب میں ''جملہ حقوق محفوظ'' کی عبارت درج ہے، وہ فرمانے لگے کہ وہ صرف پاکستان کے لئے ہے، یہی نہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ وہ اب انگریزی ترجمہ کا عکس بھی شائع کر رہے ہیں- مجھے یاد آیا کہ برطانیا ہی سے عمران حسین چودھری صاحب نے کچھ برس پہلے مجھ سے رابطہ کیا تھا اور نماز مترجم انگریزی کو شائع کرنے کی بات کی تھی، ان سے طے ہُوا تھا کہ وہ کراچی آ کر مجھ سے ملیں گے اور بات ہو گی، کچھ عرصے بعد وہ مجھے پہلی مرتبہ اچانک لاہور میں

جناب محمد نواز کھرل کے ساتھ ملے لیکن کوئی بات نہیں کی اور پھر مجھے معلوم ہُوا کہ انہوں نے نماز مترجم شائع کر دی ہے- مجھے انہوں نے ایک عدد کاپی بھی بھیجنا گوارا نہیں کی- وہ ملتے اور اجازت لے کر شائع کرتے تو شکوہ نہ ہوتا- عمران چودھری صاحب کا عالمی سُنّی کانفرنس میں نام پُکارا گیا تھا کہ وہ بھی موجود ہیں مگر وہ مجھے نہیں ملے- کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کمزوریاں دور کر کے ہم مل کر عمدہ طریقے سے کام کریں- مجھے ان نوجوانوں کی صلاحیتوں کو کمزوریوں کی نذر ہوتا دیکھ کر بہت قلق ہوتا ہے-

مفتیانِ کرام، احباب اور طلبہ مجھے کہتے رہے کہ تم یہاں آ جاؤ اور رہنمائی و سرپرستی کرو، حضرت مفتی گل رحمٰن صاحب تو یہ تک کہہ گئے کہ جماعتِ اہلِ سنّت تمہارے والد صاحب نے بنائی، تم اس کے حقیقی وارث ہو، یہاں آ کے اس کو سنبھالو- مَیں نے عرض کی کہ اب تو سائنس کی ایجادات نے فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے، مجھ سے جو کام چاہیئے وہ کراچی رہ کر بھی فراہم کر سکتا ہوں، یہاں کارکنوں کو منظّم کرنے کی ضرورت ہے اور انفرادی کوششوں کو اجتماعی صورت میں پیش کرنے کے لئے جماعتِ اہلِ سنّت نمایاں اور اہم کردار ادا کر سکتی ہے- شیوخ الحدیث اور بڑے بڑے اساتذہ یہاں کیا صرف بیضاوی شریف کا متن پڑھانے کے لئے ہیں؟ ان شخصیات سے یسرنا القرآن یا ناظرہ قرآن پڑھوانا کیا ان لوگوں سے صحیح استفادہ کرنا ہے؟ تعلیم و تعلم کے حوالے سے اس سرزمین پر کوئی ایک بھی ادارہ پوری طرح کام کیوں نہیں کر رہا؟

راچ ڈیل سے حضرت مفتی منیر الزماں صاحب کے ہاں پُر تکلف عشائیے سے فارغ ہو کر چند لمحوں کے لئے مانچسٹر میں اپنے ماموں شیخ محمد سروَر صاحب کے ہاں گیا، ان کا اصرار تھا کہ انہیں ایک دو دن کا وقت دوں، وہ مجھے برطانیا کی سیر کرائیں گے، اسکاٹ لینڈ لے جائیں گے، ان کے پاس عمدہ کار ہے، وقت ہے، عرض کی کہ مَیں سیر و سیاحت کے لئے آیا ہوتا تو انہی کے پاس آتا، ان کا اصرار تھا کہ مانچسٹر کے لئے بھی کچھ وقت رکھوں، محترم مصباح المالک صاحب سے کہا کہ انہیں ضرور وقت دیں، ان کے داماد شیخ محمد عرفان بھی وہیں جا بسے ہیں، اس ماحول میں اس نوجوان کی نیکوکاری قابلِ رشک ہے-

ہمیں ریٹ فورڈ جانا تھا، پیرزادہ علامہ امداد احمد صاحب سے ہمارا آج وعدہ تھا کہ ہم ''جامعہ الکرم'' دیکھنے ضرور آئیں گے- دوپہر ان کے ہاں سے ہو کر ہمیں راچ ڈیل پہنچنا تھا- برطانیا میں سڑکوں کے جال بچھے ہیں، ایک جگہ جانے کو کئی راستے ملیں گے لیکن برطانیا میں اگر آپ موٹر وے کی ٹریفک میں کسی وجہ سے پھنس جائیں تو آپ کو کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے- ڈیڑھ دو میل تک گاڑیوں کا ساکن ہجوم ہوتا ہے، ذرا سی حرکت ہو تو گویا عید ہوتی ہے- دن میں اسی مشکل کی وجہ سے ریٹ فورڈ کے قریب پہنچ کر ارادہ ملتوی کرنا پڑا- راچ ڈیل سے ریٹ فورڈ، ایٹن ہال پہنچے تو نصف شب سے زیادہ کا وقت تھا- پیرزادہ صاحب ہمارے منتظر تھے- 130 ایکڑ کا وسیع رقبہ جس پر 8 ایکڑ کی عمارت موجود تھی ہمارے سامنے تھا- پیرزادہ صاحب نے یہ عمارت نیلام میں خریدی تھی اور چار ہفتوں میں انہیں 9 لاکھ پونڈ کی رقم جمع کروانی تھی جو احباب نے انہیں فراہم کر دی- اس عمارت کے پہلے استعمال مختلف تھے اب یہ ''جامعہ الکرم'' ہے- عمارت میں موجود سینما ہال کو مسجد بنا دیا گیا ہے- دو سو کمرے طلبہ کی رہائش کے لئے موجود ہیں- اسکول کی عمارت علیحدہ ہے، مدرسہ میں دِینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد اس رقبے کے ایکڑوں کے برابر ہے، پیرزادہ صاحب نے اتنی رات گئے بھی ہمیں عمارت دکھائی پھر وہ اپنی قیام گاہ میں لے گئے، ان کے فرزند وہاں موجود تھے یہ جامعہ الازھر مصر میں زیرِ تعلیم ہیں- جامعہ الکرم کا مصر کے جامعہ الازہر سے الحاق ہے، پیرزادہ

صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری نے ضیاء النبی کا آخری مسودہ یہیں مکمل کیا تھا۔ پیرزادہ صاحب نے اس وقت بھی ضیافت کا عمدہ اہتمام کیا ہُوا تھا۔ پیرزادہ صاحب کی انگریزی میں کچھ کتب میں وہاں مختلف کتب خانوں میں دیکھ چکا تھا اور ان کی قابلیت وصلاحیت کے تذکرے بھی سُن چکا تھا۔ اب وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی عمارت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا، پیرزادہ صاحب سے عرض کی کہ اتنی بڑی عمارت، آپ سی مقتدر شخصیت مگر نتائج......؟ گھنٹا بھر میں ان سے جانے کیا کیا کہتا رہا۔ وہ کہنے لگے یہاں اسی ملک میں 165 ایکڑ رقبے والے بھی ہیں، عرض کی کہ یہ کوئی معقول عذر نہیں۔ ان کے دفتر آئے اور ان کی کتب کا ایک سیٹ ان سے لیا۔ واپس برمنگھم آتے ہوئے سارے راستے میں سوچتا رہا کہ ہمارے اہلِ علم بہت قابلِ قدر ہیں لیکن ان سے جو فائدہ طالبانِ علم کو پہنچنا چاہیئے وہ کیوں نہیں پہنچ رہا؟ وہ کیسے لوگ تھے جو ویرانوں کو کاشانے بنا دیتے تھے، آج اتنی سہولتوں کے باوجود وہ محنت وہ لگن کیوں نہیں؟ جامعہ الکرم برطانیا میں مرکزی درس گاہ ثابت ہوسکتی ہے یہ برطانیا میں بھیرہ کی طرح نمایاں ہوسکتی ہے، اللّٰہ کرے ہو جائے۔

اتوار 4 اگست کو جماعتِ اہلِ سنّت کے زیر اہتمام لندن کے قریب، وَٹ فورڈ کے مقام پر محترم مولانا قاری خلیل احمد حقانی کی مسجد میں ختمِ نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ برطانیا میں قادیانی ٹولے نے ٹی وی کے ایک چینل پر گمراہ کن پروپیگنڈے کا سلسلہ رکھا ہُوا ہے۔ وہ کلمہ طیبہ اور اسلام کے ارکان کی بات کر کے خود کو مسلمان ثابت کرنے کی سازش کرتے ہیں۔ بچوں، بڑوں کے ساتھ مرزا طاہر کی نشستیں دکھائی جاتی ہیں، مختلف زبانوں میں گفتگو کر کے وہ کئی ممالک تک اپنا جال بچھانا چاہتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے صریح متصادم اور شریعت و سنّت کے خلاف مرزا طاہر ایسی شر انگیز باتیں اتنی مکّاری سے کرتا ہے کہ اسلامی تعلیمات سے ناواقف لوگ اسے مسلسل سُن کر بہک جاتے ہیں۔ چوں کہ اسی میڈیا پر اس کا جواب نہیں دیا جا رہا اس لئے لوگوں کو حقائق بتانے کے لئے جماعتِ اہلِ سنّت پورے برطانیا میں ختمِ نبوت کانفرنس منعقد کرتی رہتی ہے۔

صاحب زادہ مطلوب الرحمٰن نے اپنی جوان ڈرائیونگ کا مظاہرہ کیا۔ برمنگھم سے وٹ فورڈ پہنچے۔ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب ہزاروی اور مولانا نوید احمد حقانی کے بیان ہو چکے تھے۔ حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب قبلہ پہنچے۔ سامعین میں نوجوان بھی تھے۔ حضرت نے مجھے فرمایا کہ گفتگو انگریزی میں زیادہ کرنا، ایک گھنٹا ختمِ نبوت کے موضوع پر خطاب کو بہت سراہا گیا، اس دوران حضرت علامہ ہاشمی میاں بھی تشریف لائے۔ میرے بعد علامہ ہاشمی میاں نے اپنے انداز میں خوب گفتگو فرمائی۔ حضرت علامہ مولانا عبدالمالک صاحب ہزاروی کے صاحب زادے شہزادہ راشد المالک کے کم سن بیٹے عمدہ پوشاک میں ملبوس سب کی توجہ کا مرکز تھے۔ قاری صاحب نے اسے نعت شریف سنانے کی دعوت دی۔ آخری خطاب استاذ العلماء حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب نے فرمایا۔ نمازِ عصر کے بعد مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام تھا۔ قاری خلیل صاحب کے ہاں دیر تک نشست رہی۔ مفتی اکبر ہزاروی صاحب اگلے روز وہاں سے جنوبی افریکا کے لئے روانہ ہونے والے تھے ان سے الوداعی ملاقات کی۔ مولانا غلام رسول آف چک سواری کے ساتھ برمنگھم واپسی ہوئی۔ مولانا صاحب پورے برطانیا میں مصروف مصروف ترین اور نہایت مقبول مقرر ہیں۔ متعدد اداروں اور مساجد و مدرس کا قیام انہی کے تعاون سے عمل میں آیا ہے۔ پنجابی مثنوی ''سیف الملوک'' پڑھنے میں وہاں مولانا اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ نہایت سادہ اور عمدہ شخصیت

ہیں- برمنگھم میں انہوں نے ''مجددالف ثانی سینٹر'' قائم کیا ہے، وہ خود کہتے ہیں کہ ''سلسلہ نقش بندیہ کے بڑے بڑے مشائخ یہاں ہیں مگر حضرت مجددالف ثانی کے نام سے ادارہ و مرکز قائم کرنے کا شرف صرف مجھے حاصل ہے-'' راستے میں موٹروے کی ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے کچھ وقت زیادہ لگا، مولانا مصباح المالک، صاحب زادہ محبوب الرحمٰن اور حافظ سعید احمد بھی ہمراہ تھے- جماعتِ اہلِ سنّت کے ان تمام وابستگان سے راستے بھر چند مفید امور پر اہم گفتگو رہی- اگلے روز عصر کے بعد مولانا مصباح المالک نے اپنی نئی قیام گاہ پر حلقہ ذکر وفکر کے لئے بنائی گئی جگہ کی افتتاحی نشست رکھی- حضرت شاہ صاحب قبلہ اس میں شرکت کے لئے لندن سے تشریف لائے اور ذکر و نصیحت کا طریق نہایت عمدہ پیرائے میں تلقین فرمایا- مغرب کی نماز سے قبل یہ محفل اختتام پذیر ہوئی - وہاں سے ہم فوراً روانہ ہوئے کیوں کہ اسی شام راجا اشتیاق صاحب نے اپنی قیام گاہ پر گیارہویں شریف کی مختصر نشست کا اہتام کیا تھا- مغرب تا عشاء کا یہ اجتماع بہت عمدہ رہا- برمنگھم میں مقیم اہم شخصیات وہاں جمع تھیں- مولانا حافظ محمد فاروق صاحب چشتی اس محفل کے ناظم تھے- تلاوتِ قرآن اور نعتِ رسول ﷺ کے بعد انہوں نے حاضرین سے میرا تعارف کرواتے ہوئے جانے کیا کیا کہا، نصف گھنٹے کا خطاب ہُوا، مولانا غلام رسول صاحب نے سیف الملوک کے کچھ اشعار وطن کی محبت کے حوالے سے سُنائے- حضرت شاہ صاحب قبلہ نے مختصر مگر بہت دل نشین خطاب فرمایا جسے تمام شرکاء نے بہت پسند کیا- حضرت شاہ صاحب اسی وقت واپس لندن روانہ ہو گئے وہاں سے اگلے روز ان کی وطن روانگی تھی-

مولانا سید فاروق شاہ سیالوی برمنگھم میں ادارہ قمر الاسلام قائم کیے ہوئے ہیں وہ حضرت قبلہ پیر خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں- ان سے پہلی ملاقات خوشاب میں ہوئی تھی- جماعتِ اہلِ سنّت برطانیا کے فعال رکن ہیں- انہوں نے اپنے ادارے میں ایک نشست کا اہتمام کیا- حضرت مولانا مفتی گل رحمٰن قادری کے ہمراہ وہاں پہنچا- ذکرِ الٰہی کے موضوع پر خطاب کے بعد حلقۂ ذکر ہُوا- حاضرین کے لئے طعام کا اہتمام بھی تھا، مولانا صاحب نے انگریزی کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے- ایک کتاب مجھے عطا کی- دعا کے بعد انہوں نے اپنی لائبریری دکھائی- مولانا نے ریڈیو ٹرانس مشن کا اہتمام بھی کیا ہُوا ہے- وہ ہر مفید اور ضروری مشورے پر فوری کارروائی کرتے ہیں- کراچی کے نوجوان عالمِ دِین حضرت مولانا سید مظفر حسین شاہ صاحب سے ان کی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، ان کی کوئی تقریر وہ سُن کر بہت متاثر تھے اور چاہتے تھے کہ شاہ صاحب کو برطانیا میں مستقل بلالیں، وہ میری انگریزی کتب کی اشاعت بھی چاہتے ہیں- عرض کی کہ جماعتِ اہلِ سنّت کی طرف سے کتب شائع ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا- تعاون کے حوالے سے آپ کے ادارے کا نام بھی شامل رہے، ان سے تفصیلی گفتگو رہی- مولانا قاری خلیل صاحب نے برمنگھم میں میرے استقبالیہ کا پروگرام رکھ لیا- اس شام خوب بارش ہوئی- چارلس روڈ کی مسجد رحمانیہ ہجوم سے پُر تھی- حضرت مولانا مفتی گل رحمٰن قادری، مولانا حافظ محمد فاروق چشتی، مولانا محمد لیاقت، مولانا قاری رفیق سیالوی اور مولانا سید فاروق سیالوی، مولانا قاری خلیل احمد صاحبان نے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کا محبت وعقیدہ سے تذکرہ کرتے ہوئے مجھ گناہ گار کو بھی نوازا- تقریباً ایک گھنٹا اس نشست سے خطاب کا موقع ملا- صاحب زادہ محبوب الرحمٰن نے حاضرین کی ضیافت کی- جماعت کے ارکان سے دیر تک گفتگو رہی- مولانا محمد بوستان القادری کے ہاں مسجد

رضا، مرکز اہلِ سنّت، آسٹن برمنگھم میں جمعہ کا وعدہ تھا- مولانا قاری خلیل احمد حقانی بھی ساتھ تھے- مولانا بوستان صاحب نے خوب پذیرائی کی- نماز کے بعد انہی کے ہاں طعام کا اہتمام تھا- انہوں نے مجھے اخباری تراشوں پر مشتمل وہ البم دکھائی جو وہ مجھے دینے کے لئے تیار کررہے تھے- مولانا بوستان القادری مرنجاں رنج شخصیت ہیں، ان سے تبادلہ خیال ہوتا رہا-

پیٹر برو کے علاقے میں ملتان کے حافظ محمد عثمان جہاں گیر صاحب نے بہت اصرار کر کے وقت لیا تھا- مجھے برطانیا میں اپنی عادت کے خلاف معمول کا سامنا رہا- صبح فجر کے بعد نیند کی عادت ہے اور وہاں روزانہ دس بجے سفر پر روانگی ہوتی تھی- حضرت صاحب زادہ محمد مصباح المالک اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن کے ہمراہ برمنگھم سے روانہ ہوئے، لیسٹر سے مولانا قاری حفیظ الرحمٰن چشتی اور مولانا محمد لیاقت بھی ساتھ ہوگئے- پیٹر برو ہم پہنچے تو وہاں ظہر کی جماعت ہوچکی تھی- ہم مسافروں نے دوگانہ ادا کی- جلسہ شروع ہوچکا تھا- برطانیا میں طویل دورانیے کی تقریر مَیں نے پیٹر برو میں کی- یہاں میری وہ وڈیو کیسٹ پہنچ چکی تھی جو سُنّی بریلویوں کے دیوبندی وہابیوں سے اختلاف کے دستاویزی حقائق پر مبنی ہے اور متعدد ممالک میں اصلاحِ عقائد کے لئے انقلابی کاوش ثابت ہوئی ہے- جلسہ گاہ میں اس کیسٹ کی کاپیاں خاصی تعداد میں لوگوں کے لئے تیار کر کے رکھی گئی تھیں- حافظ محمد عثمان صاحب اپنے گھر لے گئے جہاں طعام کا خوب اہتمام تھا- پیٹر برو سے مولانا قاری حفیظ الرحمٰن اور مولانا محمد لیاقت صاحب واپس ہوگئے کہ انہیں کسی تقریب میں جانا تھا- ہم وہاں سے مانچسٹر کے لئے روانہ ہوئے- مغرب کی نماز ہمیں حضرت مولانا محمد قمر الزماں اعظمی کی مسجد میں ادا کرنی تھی- میرے ماموں شیخ محمد سرور صاحب اور برادرِ عزیز شیخ محمد عرفان نے اس کا اہتمام کیا تھا- حضرت مولانا اعظمی سے پہلی مرتبہ میری ملاقات ہورہی تھی- مولانا محمد قمر الزماں اعظمی نے استقبالیہ کلمات کہتے ہوئے فرمایا کہ 29 برس پہلے حضرت علامہ ارشد القادری مرحوم نے حضرت خطیبِ اعظم کو مدعو کیا تھا مگر وہ وعدے کے باوجود نہ آسکے آج ان کے فرزند آئے ہیں تو یوں محسوس ہورہا ہے کہ وہ وعدہ پورا ہوگیا- مولانا اعظمی صاحب نے جنوبی افریکا اور دیگر ممالک میں میری خدمات کا تذکرہ کیا تو مجھے اندازہ ہُوا کہ وہ ملاقات کے بغیر بھی میرے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہیں- پیر سید مختار شاہ صاحب بھی وہاں موجود تھے- مغرب تا عشاء وہاں خطاب ہُوا- عشاء کی نماز کے بعد مسجد کے آفس میں مسجد کمیٹی کے سربراہ و ارکان سے ملاقات ہوئی- مولانا اعظمی صاحب سے پوچھا کہ پنجابیوں کے ساتھ کیسی گزر رہی ہے؟ فرمانے لگے مَیں پنجابی ہوگیا ہوں- مولانا نے مسجد سے متصل درس گاہ کی عمارت دکھائی- وہاں سے ماموں جان کے گھر آئے کہ وہاں پُرتکلف دعوت کا اہتمام تھا- مولانا اعظمی صاحب کے علاوہ مولانا محمد حنیف صاحب سے بھی دیر تک اہلِ سنّت کے معاملات پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا- بھائی محمد عرفان شیخ کے نئے گھر میں چند لمحوں کے لئے گئے، انہوں نے مدینہ منورہ کی عمدہ تازہ کھجوریں کھلا کر اور زم زم پلا کر ہمیں خوش کیا- نصف شب کے بعد ہم وہاں سے برمنگھم کے لئے روانہ ہوئے-

اتوار کی صبح ہم برمنگھم سے نوٹنگم کے لئے روانہ ہوئے، حافظ سعید احمد مکی بھی آج ساتھ تھے- عالمی تنظیم اہلِ سنّت کے زیرِ اہتمام پیر محمد افضل صاحب قادری نے مخدومۂ کائنات حضرت ام النبی سیدتنا آمنہ رضی اللّٰہ عنہا کی قبر شریف کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں کانفرنس کا اہتمام کیا تھا- نوٹنگم کی مرکزی مسجد میں علماء و مشائخ کی بڑی تعداد جمع تھی- مجھے

حضرت مولانا بشیر احمد سیالوی نظر آئے، ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ بڑے تپاک سے ملے- مولانا سیالوی صاحب ایک عرصہ کراچی میں رہے، ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ نے انہیں دارالعلوم حنفیہ غوثیہ میں تدریس کے لئے ان کے آبائی شہر دِینا (جہلم) سے کراچی بلایا تھا- وہ مدت ہوئی برطانیا چلے گئے تھے- مولانا سے مدینہ منورہ میں دو تین برس پہلے ملاقات ہوئی تھی- کانفرنس سے مختصر خطاب کیا- پیر محمد افضل صاحب کو شعائر اللّٰہ کی تعظیم کے حوالے سے کاوشوں پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے دو گزارشات کیں- پہلی تو یہ اہلِ سنّت دنیا بھر میں اکثریت ہیں تو وہ خود کو قوت کیوں نہیں ثابت کرتے، مطالبات ہی کرتے رہنے میں وقت نہ گزارا جائے بلکہ خود کو ایسی قوت ثابت کیا جائے کہ ان کی آواز میں اثر ہو- دوسرا یہ کہ عوام کو عقیدت کے آداب بھی سکھائے جائیں- علاوہ ازیں والدین رسالت مآب (ﷺ) کے ایمان کی حدیث میں ایک اشکال کا جواب بھی پیش کیا- مختصر خطاب کے بعد واپس برمنگھم آیا کیوں کہ عصر کے فوراً بعد مولانا غلام رسول صاحب آف چک سواری کے قائم کردہ ''مجدد الف ثانی سینٹر'' میں گیارہویں شریف کا جلسہ تھا- میرے تمام پروگراموں کی خبریں برطانیا کے اُردو اخباوں میں شائع ہوتی رہی تھیں- مسجد ہجوم سے پُر تھی- مولانا صاحب زادہ مصباح المالک صاحب نے صدارتی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے مجھ گناہ گاہ کا تذکرہ بہت محبت وعقیدت سے کیا، مغرب تک میرے خطاب کو حاضرین نے بہت پسند کیا- علماء کی خاصی تعداد موجود تھی- عشاء کے بعد تک وہاں نشست رہی- مولانا غلام رسول صاحب بہت خوش تھے- حافظ سعید احمد مکی اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن قادری کے ساتھ برمنگھم کی لائبریری دیکھنے گیا- سٹی سینٹر انہوں نے دکھایا- اس دوران جماعت کے ارکان کے ساتھ ملاقاتیں اور روزانہ فکری نشستوں کا سلسلہ رہا- برطانیا میں مقیم پاکستانی وطن کی محبت سے سرشار ہیں- یومِ آزادی کے حوالے سے وہاں بھی خوب اہتمام دیکھا- وہاں جس کثرت سے پاکستانی نظر آتے ہیں، مقامی کم ہی نظر آتے ہیں لیکن جن علاقوں میں پاکستانی کثرت سے ہیں ان علاقوں کے احوال خود ہی بتاتے ہیں کہ یہاں کی آبادی کون سی ہے- زیادہ عمارتیں وہی ہیں جو پچاس ساٹھ برس پرانی ہیں اور کچھ اس سے بھی زیادہ- پاکستانیوں کی کوشش رہتی ہے کہ وہ ایسی جگہ رہیں جہاں ان کے پڑوسی بھی پاکستانی ہوں- شہروں کی اندرونی سڑکیں بہت کشادہ نہیں ہیں اور اکثر مکانوں میں کار پارک کرنے کی جگہ نہیں ہے- مکانوں کے سامنے سڑکوں پر ہی گاڑیاں کھڑی کی جاتی ہیں- مکانوں میں کسی تعمیر یا تبدیلی کے لئے کونسل سے اجازت لینی ضروری ہے اور وہ اجازت بآسانی نہیں ملتی- کونسل کا کوئی رکن یا بورڈ پوری طرح جائزہ لیتا ہے کہ تبدیلی سے اگر کوئی پڑوسی یا ماحول متاثر نہیں ہوتا تو منظوری دی جاتی ہے- گھروں میں معمر بزرگ ہوں تو انہیں حکومت کی طرف سے ہفتہ وار خاصی رقم ملتی ہے اس لئے وہاں کے نوجوان اپنے بزرگوں کو ساتھ رکھتے ہیں- بچیاں ایک خاص عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے لئے رہائشی کمرہ الگ ہونا ضروری قرار دیا جاتا ہے- مسلمانوں کی آبادی میں کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اپنی ایمانی، معاشرتی اقدار کی وہاں کچھ زیادہ پاس داری کی ہے اور کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے سب کچھ فراموش کر دیا ہے- گوریوں سے شادی کرنے والے نوجوان بھی کم نہیں- برطانیا میں کشادہ بنگلے یا کوٹھیاں کم ہی کہیں ہیں اور چھوٹے مکان بھی ارزاں نہیں ہیں- ڈاک کے لئے پوسٹ بکس اور ٹیلے فون بوتھ پرانی طرز ہی کے بنائے جاتے ہیں، ٹیکسیاں بھی پرانی طرز ہی کی رکھی گئی ہیں مگر موٹر کاروں میں اب نئے ماڈلز زیادہ ترجیح دیئے جاتے ہیں- کچھ وہ ہیں جو اپنی کمائی پس انداز کر کے وطن میں بھیجتے ہیں مگر اکثریت وہیں خود پر خرچ کرتی

ہے-ٹریفک کے قوانین سخت ہیں-غلطیاں کرنے والوں کو نہ صرف جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کے لائسنس میں پوائنٹس بھی کم کیے جاتے ہیں اور زیادہ غلطیوں پر وہ لائسنس سے محروم کر دیئے جاتے ہیں- مساجد کی آواز چار دیواری سے باہر نہیں آنے دی جاتی - مساجد میں صفائی اور سہولتوں کا اہتمام نظر آتا ہے-کمپیوٹر کا استعمال وہاں روزمرہ کی ضروریات کی طرح ہے- گھروں میں خراب ہوجانے والی اشیاء(ٹی وی، وی سی آر، کچن کی مشینری وغیرہ) کچرے کے ڈبوں میں عام نظر آتی ہیں کیوں کہ مرمت کروانے کے بجائے نئی خرید لینا آسان اور ارزاں ہے- زندگی کی کچھ قدریں وہاں بہت اہمیت دی جاتی ہیں اور کچھ خرابیاں بھی اپنی آخری حدوں سے متجاوز نظر آتی ہیں-کم سن نابالغ بچوں کو کسی دکان سے تمبا کو یا نشہ آور مشروب نہیں دیا جاتا- شام 6 بجے کے بعد وہاں عام زندگی گھروں میں مقید ہوجاتی ہے،صرف قحبہ خانے نصف شب تک آباد رہتے ہیں- ہفتے کے دن تقریباً سبھی پورے ہفتے بھر کا سامان خریدنے نکل پڑتے ہیں- مہنگائی کے لحاظ سے برطانیا کا شمار نمایاں ہے- ناخواندہ اور اکثر پاکستانی شاید وہاں اس لئے رہ رہے ہیں کہ وہاں کا ایک پونڈ پاکستانی نوے روپے سے زائد کی قیمت رکھتا ہے- مجھے وہ لوگ بھی ملے جو یہی کہتے رہے کہ ہم پاکستان جا کر وہاں کا پانی پیتے ہیں تو بیمار ہوجاتے ہیں، ہمارے بچے وہاں گھبراتے ہیں، انہیں اتنی گرمی گوارا نہیں ،ایسے لوگ وہاں سے واپسی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے -طلبہ اور کچھ اساتذہ نے مجھے کہا کہ پاکستان میں کسی قابل ہوجانا بھی اب زندگی کو خطرے میں ڈالنا ہے، ہر مشہور شخص وہاں سہما ہُوا رہتا ہے، برطانیا ملٹی فیتھ کنٹری ہے، یہاں انسانی حقوق ملتے ہیں، جائز مطالبات مانے جاتے ہیں- پاکستان میں کرپشن ہے- یہاں کی پولیس کو پستول تو کیا لاٹھی رکھنے کی اجازت بھی نہیں، وہاں تو جسے مارنا ہو خود محافظ مار دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ پولیس مقابلے میں مارا گیا- وہاں عدل وانصاف نہیں، حقوق تو کیا جان کا بھی تحفظ نہیں...... جب کبھی لوگ میرے وطن کے خلاف یوں نان اسٹاپ بولتے تو ان کی زبان کو لگام دینے کے لئے بہت کچھ کہتا ، وہ چپ بھی ہوجاتے مگر اپنے اندر یہی خلفشار رہتا کہ جب یہ پاکستانی ہو کے اتنا کہہ رہے ہیں دوسرے کیا کہتے ہوں گے؟

سید لخت حسنین شاہ صاحب سے نوٹنگم میں دو تین مرتبہ رابطہ کیا تھا بالآخر ان سے وقت لے کر حافظ سعید احمد اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن کے ہمراہ ایک دوپہر ان کے ہاں پہنچا- شاہ صاحب نے ہماری پذیرائی کی- ''مسلم ہینڈز'' کی جب انہوں نے ابتداء کی تھی اس وقت ان کے پاس دفتر کے لئے کوئی عمارت نہیں تھی مگر ان کی محنتیں رنگ لائیں، آج ان کے پاس عمارت ہی نہیں، مخلص ساتھی بھی ہیں- شاہ صاحب نے پوری عمارت میں قائم شعبے اور کارکردگی کی تفصیلات سے آگاہ کیا- انہوں نے ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی جملہ مطبوعات بھی پاکستان سے منگوا کر وہاں فراہم کرنے کا اہتمام رکھا ہے لیکن اُردو مطبوعات میں انہیں اتنی کامیابی نہیں ہوئی -انہوں نے بتایا کہ تمہاری انگریزی کتب کی اتنی مانگ ہے کہ وہ یہاں آتے ہی فوراً ختم ہوجاتی ہیں- شاہ صاحب سے مسلم ہینڈز کی دس سالہ کارکردگی کی تفصیلات سن کر اندازہ ہُوا کہ وہ کتنا کام کر چکے ہیں- افغانستان ،البانیا، آذربائی جان ، بنگلا دیش ، بوس نیا، چیچ نیا، اریٹریا، ایتھوپیا، جارجیا، انڈیا،عراق ، کشمیر، کینیا، کوسووا، لبنان ،میک سی کو، موزم بیق ، نائی جیریا، پاکستان ، فلسطین ، سینی گال ،صومالیہ، جنوبی افریکا ،سوڈان ،تنزانیا، گمبیا، ترکی اور برطانیا میں انہوں نے ہنگامی حالت میں فوری امداد کے علاوہ صحت ، یتیموں کو وظائف ،تعلیم ، پینے کے پانی ، رہائش ،غذا و ادویہ اور

ضعیفوں کی دیکھ بھال کے لئے صرف گزشتہ برس میں تقریباً بیس کروڑ روپے خرچ کیے، کتنے علاقوں میں قرآنِ کریم کے نسخے تقسیم کیے ہیں- دنیا میں جہاں کہیں مسلم آبادی کوزلزلوں، طوفانوں اور آفات ومصائب کی وجہ سے دشواری کا سامنا ہے، مسلم ہینڈز ان کے لئے پوری توجہ سے وہاں امدادی کام کرتی ہے- شاہ صاحب نے بتایا کہ لوگ ان کا کام دیکھ کر اور اس سے مطمئن ہوکر خود عطیات بھجواتے ہیں اور تعاون کی اپیل پر کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں-

مجھے شاہ صاحب سے برطانیا میں مسلم اداروں کی تفصیل مطلوب تھی کہ یہاں کی تفصیل ان کے پاس ہوگی- انہوں نے مجھے 547 مساجد، مراکز کی تفصیل فراہم کی- ایک دستاویزی فلم تیار کرنے کے لئے مَیں نے شاہ صاحب سے دو برس پہلے پاکستان سے رابطہ کیا تھا، اس بارے میں شاہ صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ چند ماہ میں مجھے اس کے لئے خاصا موادفراہم کردیں گے- شاہ صاحب نے اپنے دفتر ہی میں عصرانے کا اہتمام کرلیا تھا- مسلم ہینڈز کے لئے کام یابی اور ترقی کی دعا کرتے ہوئے شاہ صاحب سے اجازت لی اور برمنگھم واپس آئے-

مجھے 600 صفحات پر مشتمل برطانیا کی مطبوعہ مسلم ڈائرکٹری بھی صاحب زادہ محبوب الرحمٰن صاحب نے دی جو ہر سال وہاں شائع ہوتی ہے اس میں نہ صرف مساجد ومراکز بلکہ مسلم تاجروں، اداروں، طعام گاہوں اور متعدد اسلامی معلومات کو جمع کیا گیا ہے، لیکن مَیں یہ چاہتا تھا کہ صرف اہلِ سنّت وجماعت کی تمام معلومات بھی کسی کے پاس یکجا ہوں-

راجاظہیر صاحب ان نوجوانوں میں سے ہیں جو برطانیا میں رہتے ہیں لیکن ان کا دل اپنے وطن میں لگا رہتا ہے- ایک شب انہوں نے خود کھانا پکا کے کھلایا، ان کے ہاں احباب نے میرے ٹی وی پروگراموں کی سی ڈیز کی جھلکیاں دیکھیں اور انہیں وہاں کے لئے بھی بہت مفید قرار دیا-

پاکستان کا 55واں یومِ آزادی مَیں نے وہاں دیکھا، اخبارات میں اشتہار اور کچھ لوگوں کے گھروں اور دکانوں پر وطن کا پرچم بھی لہراتا دیکھا- کچھ لوگوں نے تقریبات بھی منعقد کیں- مَیں وہاں سے جدہ روانہ ہوگیا- مولانا مصباح المالک نے اس سفر میں بھی رفاقت کی-

جمعۃ المبارک کی صبح میں جدہ پہنچا اور وہاں سے جب مدینہ منورہ پہنچا تو جمعہ کی نماز ادا کی جارہی تھی- نماز کے بعد ہوٹل میں کمرہ حاصل کرنے میں خاصا وقت لگ گیا- تھکان نے مضمحل کررکھا تھا لیکن مجھے مواجہ شریف میں جا کر ہدیۂ صلوۃ وسلام پیش کرنے کے سِوا اور کوئی خیال نہیں تھا- برطانیا کے موسم میں خنکی شروع ہوچکی تھی، مدینہ منورہ میں کھجوروں کے پکنے اور شیریں ہونے کو گرمی کا زور تھا- ہوٹل سے حرم شریف میں حاضری کے لئے تیار ہوکر نکلا، اپنے محبوب کریم ﷺ کے سبز گنبد پر پہلی نظر پڑی تو آنکھوں سے تشکر کے آنسو جاری ہوگئے، مجھ گناہ گار کو تین ماہ کی مختصر مدت بعد پھر میرے آقا ومولا نے شرفِ باریابی عطا فرمایا، زبان پر دُرود و سلام کے مقبول کلمات جاری تھے-

یہ کیسی بارگاہ ہے، کتنا سکون ہے یہاں! آقا جہاں ہوں وہاں کیسی تسکین وطمانینت ملتی ہے- جناب تابش دہلوی سے سُنے ہوئے اشعار یاد آئے ؎

جیسا طیبہ کو ہم نے دیکھا ہے　　　کم نے جانا ہے کم نے دیکھا ہے

وہ دیارِ نبی وہ خلدِ جمال ہم کو دیکھو کہ ہم نے دیکھا ہے

مواجہ شریف میں جا کر انوار و برکات کی بارش میں کہاں کچھ یاد رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے مجھ سے ناکارہ کے لئے کتنی آسانی کر دی، بے ساختہ زباں پر جاری ہُوا ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

چار روز اس جنتِ ارضی میں ہر غم سے آزاد رہا، بقیع شریف جاتا تو تمنا کرتا کہ ایمان کے ساتھ یہاں راحت کی نیند میسر ہو جائے، اپنے آپ کو دیکھتا تو روتا، اپنے آقا و مولی کے کرم و رحمت کو سوچتا تو کہہ اٹھتا ؎

ایک مَیں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

مسجدِ نبوی شریف ماہِ صیام کے سِوا روزانہ عشاء کے فوراً بعد بند کر دی جاتی تھی مگر اب گیارہ بجے شب تک کھلی رکھی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ، مولدِ رسول ﷺ حاضر ہُوا، عمرہ ادا کیا، حطیم شریف میں نمازِ تسبیح ادا کی، ساری رات وہاں رہا، تصور کی نگاہوں سے جانے کیا کیا دیکھا کِیا۔ یہاں سبھی کے لئے دعا نکلتی ہے، جانے کون کون، کہاں کہاں کیا کیا نیکی ہم سے کرتا رہا، حرم شریف میں ان سب کے لئے دعائیں کیں۔ مجھے عمرہ ادا کر کے اپنا آپ بہت ہلکا محسوس ہوتا ہے، میرا ربِّ کریم اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ میرا کریم و رحیم رب تعالی مجھ پر کرم ہی فرماتا ہے مجھے اس کے کرم کا یقین ہے۔

عمرے کے بعد بھائی صاحب سے ملا اور پھر جدہ چلا آیا۔ دوپہر کو ایک بجے لندن کے لئے روانگی تھی۔ حضرت مولانا محمد منیر الزماں صاحب بھی عمرہ و زیارت کے بعد اسی پرواز سے واپس برطانیا جا رہے تھے۔ دورانِ پرواز بھی مطالعہ وتحریر میری عادت ہے۔ تقریباً چھ گھنٹے بعد لندن پہنچے۔ امی گریشن پر ہجوم تھا کئی پروازوں کے مسافر جمع تھے اور عملہ کم تھا۔ برطانیا کا وقت جدہ سے دو گھنٹے پیچھے ہے۔ حافظ سعید احمد مکی اور صاحب زادہ محبوب الرحمٰن میرے منتظر تھے۔ لندن سے برمنگھم پہنچے تو وہاں عصر کا وقت ہُوا تھا۔

اگلی صبح نمازِ جمعہ رحمانیہ مسجد چارلس روڈ میں پڑھانے کا وعدہ تھا۔ یہاں اس سفر کا پہلا جمعہ پڑھانا تھا لیکن ایل فورڈ والوں نے بہت اصرار کر کے وہاں بلا لیا۔ دوسرے جمعہ کو مولانا بوستان القادری نے اپنے مرکز میں پروگرام رکھ لیا تھا۔ استقبالیہ والے دن وعدہ کر گیا تھا کہ حجازِ مقدس سے واپسی پر اس سفر کا آخری جمعہ یہاں پڑھاؤں گا۔

حضرت مولانا مفتی محمد گل رحمٰن صاحب نے فرمایا کہ خلیفۂ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ کا بیان کرنا۔ لوگ خاصی تعداد میں آئے، مسجد کے اطراف بھی جگہ نہ رہی۔ اس شام علی پور سیداں کی مشہور درگاہ آستانہ عالیہ امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ (علیہ الرحمہ) کے سجادہ نشین صاحب زادہ پیر سید منور حسین شاہ جماعتی کے ہاں گیا۔ مجھے معلوم ہُوا تھا کہ قادیانی ٹولے کے مقابلے حضرت نے ٹی وی چینل شروع کرنے کے لئے اعلان کیا ہے۔ دیر تک ان سے اہم امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ ان کی خوبی دیکھی کہ وہ تجاویز اور ضروری باتیں قلم بند کرتے رہے۔ حضرت نے امیرِ ملت کانفرنس میں شرکت کے لئے پُر زور تاکید کی۔ اگلے روز گھم کول شریف کی مسجد میں سالانہ عرس کی تقریب شروع ہوئی، اسی تقریب کے لئے مجھے دوبارہ برطانیا بلایا گیا تھا۔ اس عرس شریف میں لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ عرس کی تقریب دو دن جاری

رہتی ہے- حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب بہت اہتمام کرتے ہیں- مجھے دونوں دن خطاب کرنا تھا- ہفتے کی شام عصر تا مغرب مولانا سید محمد ہاشمی میاں کا خطاب ہُوا اور مغرب تا عشاء میرا خطاب ہُوا، حضرت صوفی صاحب اور مسجد کمیٹی کے سلیم صاحب نے خطاب کو بہت سراہا- عرس کے شرکاء کے لئے طعام کا عمدہ اہتمام تھا- مسجد کے سامنے جی این پرنٹرز کے حاجی اکرم صاحب اپنے مطبع میں لے گئے- اکثر وہ اہم کتب طبع کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں- ایک مشین کے ہوتے ہوئے اتنا اہتمام ان کے جذبہ ولگن کو ظاہر کرتا ہے- حاجی صاحب خدا دوست آدمی ہیں- وہاں دعا کر کے واپس آئے- اس شب جماعتِ اہلِ سنّت برطانیا کے لئے تجاویز پر رات گئے تک تفصیلی گفتگو ہوئی- اتوار کی صبح شاپنگ کے لئے نکلا اور امیرِ ملّت کانفرنس میں شریک نہ ہوسکا- گھم کول شریف کی مسجد میں پہنچے، 5 بجے سے 6 بجے تک میرے خطاب کا وقت تھا مجھ سے قبل مولانا غلام ربّانی صاحب کا خطاب تھا، وہ پہلے جس ادارے سے وابستہ تھے حال ہی میں اس سے اپنی وابستگی ختم کر چکے ہیں- برسوں پہلے کراچی میں لواری شریف کے عرس کی تقریب میں ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی- آج مجھے کہا گیا کہ انگریزی میں زیادہ گفتگو کرنی ہے - سامعین کو یہ خطاب بہت پسند آیا- حضرت صوفی صاحب کے مدرسے میں تین نوجوانوں نے قرآنِ کریم حفظ کیا تھا، صوفی صاحب نے فرمایا کہ ان کی دستار بندی تم کرو اور دعا بھی تم کرو- صاحب زادہ محمد طیب الرحمٰن نے عصر تا مغرب اپنی مسجد میں یومِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ منانے کا اعلان کر دیا تھا، گھم کول مسجد سے ہم فوراً وہاں پہنچے- مغرب تک وہاں بیان ہُوا- یہ اس سفر کا آخری خطاب تھا- حضرت مولانا غلام رسول آف چک سواری بھی شریک ہوئے- یہ مسجد بھی عمدہ ہے- مغرب ادا کر کے ہم گھر واپس آئے تو حضرت مولانا سید زاہد حسین شاہ صاحب اور مولانا حافظ محمد افضل صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے- انہوں نے فرمایا وہ صرف مجھے ملنے آئے ہیں- میرے والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی خدمات پر زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے انہوں نے ان کا تذکرہ کیا- اُن کی تحقیقی تصنیف ''امام پاک اور یزید پلید'' کو بہت سراہا اور کہا کہ صرف حضرت خطیبِ اعظم نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے- حضرت مولانا سید زاہد حسین شاہ صاحب سے دیر تک کچھ علمی موضوعات پر گفتگو رہی- مَیں نے بہت شکریہ ادا کیا کہ وہ مجھ گناہ گار کو ملنے آئے-

برطانیا میں رویت ہلال ایک سنگین نزاعی مسئلہ ہے، اکثر دو عیدیں منائی جاتی ہیں اور شدید اختلاف رہتا ہے- مجھے بتایا گیا کہ علمائے کرام نے اس نزاع کے حل کے لئے مل بیٹھ کر بہت کوشش کی ہے لیکن ابھی تک اس بارے میں ایک رائے پر سب جمع نہیں ہو سکے- مَیں نے اس مسئلے میں جماعتِ اہلِ سنّت برطانیا کو مشورہ دیا کہ وہ اچھی طرح تحقیق اور غور و فکر کے بعد کسی ایک صحیح موقف کو اپنا کر اسے واضح کریں تا کہ دوسروں کو وہ موقف پیش کر کے اس پر متفق کیا جا سکے-

اگلی صبح میری روانگی تھی- حضرت مولانا مفتی محمد گل رحمٰن قادری، مولانا مفتی محمد اکبر زیرک، مولانا محمد بوستان القادری، مولانا غلام رسول آف چک سواری، حاجی اکرم صاحب، صاحب زادہ محبوب الرحمٰن قادری، حافظ سعید احمد مکی، صاحب زادہ مطلوب الرحمٰن، مولانا محمد سلطان قادری صبح تشریف لائے- ناشتے کے بعد ایئرپورٹ روانگی ہوئی- یہ سب احباب میرے روانہ ہونے تک وہاں رہے- مولانا مفتی محمد اکبر زیرک نے کہا کہ تم نے یہاں آ کر بہت کام کیا، جماعت کا خوب چرچا ہُوا اور تم نے رہائش، طعام یا کسی اور سہولت کا کوئی بھی مطالبہ نہیں کیا، ہم سب تم سے بہت خوش ہیں- وہ اپنے علاقے کا وہ جملہ دُہرانے

لگے جو کسی سے بہت خوش ہونے پر کہا جاتا ہے کہ ''ہم تم سے ملکہ تک راضی ہیں'' - حضرت مولانا مفتی محمد گل رحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ یہاں آنے کے بارے میں سوچنا - یہاں تم بہت کام کر سکتے ہو اور اس سے بہت فائدہ ہوگا - ہمارے اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا، تمہاری خاطر خواہ مدارات نہیں ہوسکی لیکن تم سے ہم بہت خوش ہوئے ہیں-

حضرت مولانا مفتی محمد گل رحمٰن صاحب قادری بفضلہٖ تعالیٰ قابلِ قدر اور عالم باعمل شخصیت ہیں - انہوں نے جس کمرے میں مجھے ٹھہرایا تھا اس میں وہ تازہ اور ڈرائی فروٹ اکثر لا کر رکھ دیتے تھے، اپنے فرزند کو تاکید کرتے رہتے کہ وہ ہر طرح میرا خیال رکھے - حضرت مفتی صاحب کو مَیں دیکھتا رہا کہ وہ مسجد کی ہی نہیں بلکہ مسجد کی راہ داری کی بھی خود صفائی کرتے، نمازیوں کی جوتیاں اپنے ہاتھوں سے سیدھی کر کے رکھتے، یہ وہ ہستی ہیں کہ وطن میں سینکڑوں ان کی خدمت کرنا اپنی سعادت شمار کریں لیکن وہ دِین کی خاطر کیا کیا قربانیاں دے رہے ہیں - اللّٰہ کریم ملتِ اسلامیہ کو ایسے مخلص اور متقدر علماء کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے - انہوں نے جس شفقت و محبت سے مجھے نوازا، دل پر اس کا نقش گہرا ہے - ان کے فرزندِ اکبر محترم صاحب زادہ مولانا محبوب الرحمٰن قادری نے تین ہفتے اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر مجھے وقت دیا، ہر شہر ہر پروگرام میں وہی مجھے ساتھ لے گئے اور خود اپنی جیب سے تمام خرچ کرتے رہے - حضرت مفتی صاحب وقتِ رخصت بھی فرما رہے تھے کہ مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہاں آنے کے بارے میں ضرور سوچنا، قدرت نے تمہیں جتنا نوازا ہے، یہاں ان صلاحیتوں سے دِین وملّت کا بہت کام ہوسکتا ہے، وہ جانے کیا کیا کہتے رہے، مَیں شرمندہ ہوتا رہا، سب ہی سے عرض کی کہ مجھ سے بہت کوتاہیاں ہوئی ہوں گی، مجھے معاف فرما دیں - محترم صاحب زادہ محمد مصباح المالک صاحب کا فون آیا، وہ دِینی کام سے برازیل چلے گئے تھے اور اسی روز واپس پہنچے تھے - ایئرپورٹ پہنچے ہی تھے کہ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب کا جنوبی افریقا سے فون آ گیا - محترم مولانا قاری خلیل احمد صاحب حقانی کو بوجوہ جنوبی افریقا جانا پڑ گیا تھا، مفتی صاحب سے عرض کی کہ آپ کی سفارش پر برطانیا کا وعدہ پورا کر دیا ہے، وہ فرما رہے تھے کہ ہر کوئی بہت متاثر ہُوا ہے اور ہر ایک نے مسرت کا اظہار کیا ہے - عرض کی کہ اللّٰہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا بھرم رہا، اللّٰہ رکھے

حافظ سعید احمد مکی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے یہی کہا کہ وہ مسلک کی خدمت کے لئے پھر مستعد ہوں - حافظ صاحب نے اس سفر میں بہت ساتھ دیا تھا، مَیں یہی چاہتا ہوں کہ ان کی صلاحیتیں کارآمد اور فائدہ مند ثابت ہوں -

حافظ سعید احمد مکی اور صاحب زادہ مطلوب الرحمٰن نے ایئرپورٹ کی بک شاپ سے اسی دن کا ''ڈیلی مرر'' مجھے لا کر دیا اور کہا اسے پڑھیے گا - اس کے صفحہ اول پر شیخ ابوحمزہ کی تصویر کے ساتھ جو سرخی تھی وہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی سنگین سازش تھی - ص 6 پر اس کی تفصیل تھی اور یہ الفاظ نمایاں تھے کہ ''وہ متنبہ کرتا ہے کہ کافر ہمیشہ خوف محسوس کریں اور بھاگتے رہیں اور خود کو غیر محفوظ سمجھیں، اس نے برطانوی نوجوان حمایتیوں کو کہا کہ بینک لوٹو، ڈاکے ڈالو، غیر قانونی ہتھیار رکھواور اسلام کے ہر دشمن کے خلاف استعمال کرو'' - برطانیا کے اس اخبار کے چیف رپورٹر گیری جونز نے یہ باتیں اس کی ایک خفیہ ٹیپ حاصل کر کے نمایاں شائع کی تھیں - برطانیا میں اس شخص کو سیاسی پناہ بھی برطانوی حکومت نے دی ہوئی ہے - اخبار میں درج تھا کہ اس شخص کے دونوں بازو افغانستان کی روس سے جنگ کے درمیان کٹ چکے ہیں -

مَیں سوچتا رہا کہ اسلام اور اسلامیوں کی اصل خبریں اور حقائق تو انگریزی صحائف وجرائد میں شائع نہیں ہوتے ، ایسی خبروں کی اشاعت کو برطانیا یا دیگر مما لک میں آباد مسلمانوں کی زندگی زیادہ دشوار بنانے کی سازش ہی کہا جاسکتا ہے- ادھر CNN کا ٹی وی چینل مسلسل کہہ رہا ہے کہ صوفی ازم سے خطرہ نہیں لیکن وہابی ازم سے خطرہ ہے......

ایئرپورٹ پر کھڑے احباب سے یہی کہا کہ شاید ان سازشوں اور ایسی شدید صورت حال کا عام مسلمانوں کو احساس نہیں- ایسے میں مسلم رہ نماؤں کو اپنے منصبی فرائض اور ذمہ داری پورے کرنے کے لئے بے دار ہونا ہوگا اور ملّت کی صحیح رہ نمائی کے ساتھ غیروں کو باور کرانا ہوگا کہ وہ حقائق کو فراموش نہ کریں اور خیر وشر میں تمیز کریں- برطانیا میں لاکھوں مسلم آباد ہیں، برطانیا ملٹی فیتھ کنٹری کہلاتی ہے، اس میں بسنے والے ان مسلمانوں کی رہ نمائی کے لئے جماعتِ اہلِ سنّت برطانیا کی آواز سب سے نمایاں ہونی چاہیئے تا کہ حقائق کو مسخ کرنے کی سازشیں کرنے والے پنپ نہ سکیں-

حضرت قبلہ مفتی گل رحمٰن صاحب نے الوداعی دعا فرمائی اور مَیں وطن واپسی کے لئے طیارے میں سوار ہوگیا، یادداشت میں شعر گونجا ؂

خاکِ وطن است از ملکِ سلیماں خوش تر
خارِ وطن است از سُنبل وریحاں خوش تر

☆☆☆